يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث العصر مطلق دوراں خطیب ملت حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 19 | جمعۃ المبارک 16 تا 22 مئی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

کفار سے دوستی کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا یقیناً وہ ان میں سے ہوگا۔'' دوسرے مقام پر فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگاؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لیے اپنے خلاف ایک واضح حجت بنالو'' اور تیسرے مقام پر فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست مت بناؤ، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھتے ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں''

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ جو ان کو اپنا خیر خواہ ہم راز، دوست سمجھے گا وہ انھیں میں سے ہوگا اُس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح والدین جن کی رضا کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا قرار دیا، جن کی نافرمانی سے بچنے اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے اُن کے متعلق فرمایا: اگر وہ بھی اسلام دشمنوں سے محبت رکھیں، ان کی تہذیب و تمدن کو ترجیح دیں اور تمھیں شرک و کفر پر آمادہ کریں یا کفار سے دوستی و تعلقات قائم کرنے پر مجبور کریں تو بیشک تم ان کی فرمانبرداری نہ کرنا کیونکہ اگر والدین حدود اللہ اور اسلامی شعائر کو مسخ کر کے مغربی کلچر (جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو) کو اپنانے کا حکم دیں تو ہرگز ان کی بات کو تسلیم نہ کرنا اور اس پر تمھیں کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہل حدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ يَقُوْلُ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی رحلت سے تین دن قبل آپ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تم میں سے کسی کو موت نہیں آنی چاہیے مگر اس کا ظن ذات باری تعالیٰ کے ساتھ اچھا ہو۔ (مسلم کتاب الجنة باب الامر بحسن الظن ج9جز17ص176رقم الحدیث:2877)

ساری مخلوق کو پیدا کرنے اور اسے پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انسان کو اپنے خالق و مالک کے متعلق اچھا گمان رکھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے ظن کے مطابق پاتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرتا ہوں جس طرح وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ (مسلم کتاب الذکر والدعاء باب الحث ذکر اللہ ج9جز17رقم الحدیث:2675) اگر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی قبولیت کا گمان کرتے ہوئے دعا کرے تو خالق حقیقی اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں، اگر کوئی بندہ مغفرت و بخشش کا یقین کرتے ہوئے اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے معاف فرما دیتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ اگر کوئی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے پھر حالت ایمان میں اچھے اعمال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ (الفرقان:70)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی غلطی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ میرے بندے نے گناہ کیا پھر اسے یقین تھا کہ میں ہی اس کا رب اس کے گناہ معاف کروں گا، میں معاف کر دیتا ہوں وہ پھر نافرمانی کرتا ہے اور پھر وہ مجھے اپنا رب مانتے ہوئے مغفرت و بخشش کے یقین کے ساتھ مجھ سے معافی مانگتا ہے، میں پھر اسے معاف کر دیتا ہوں۔ (مسلم کتاب التوبة باب قبول التوبة ج9جز17ص66رقم الحدیث:2758)

حیان ابی النضر بیان کرتے ہیں کہ میں واثلہ بن الاسقع کے ساتھ ابی الاسود الجرشی کی عیادت کے لیے گیا، ہم نے اس کو سلام کہا اور پاس بیٹھ گئے، ابوالاسود نے حضرت واثلہ بن الاسقع کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے اور آنکھوں پر پھیرنا شروع کر دیا، اس کی وجہ یہ بتلائی کہ آپ نے اس ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی، واثلہ نے فرمایا: اے ابوالاسود میں تجھے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، اس نے پوچھا وہ کونسا سوال ہے؟ (بقیہ ص10)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

ادار یہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

عمران، قادری احتجاج: بے وقت کی راگنی یا نادیدہ قوت کے آلۂ کار

گیارہ مئی 2013 کو ہونے والے انتخابات میں عمران خان ایک قومی لیڈر کے طور پر اپنی شناخت کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ قومی اسمبلی میں یہ ایک مؤثر قوت بن کر ابھرے اور خیبر پختونخواہ میں ان کی پارٹی کی حکومت قائم ہو گئی۔ عمران خان نے چند نشستوں پر دھاندلی کے الزامات عائد کئے اور انتخابی عذرداریاں بھی دائر کیں۔ میاں نواز شریف نے کے۔ پی۔ کے میں تحریک انصاف کی حکومت بنانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی حالانکہ مولانا فضل الرحمن کے ساتھ مل کر میاں صاحب یہ کام بخوبی کر سکتے تھے۔

انتخابی دھاندلیوں کے بارے میں عمران خان کا جوش مدھم پڑتے پڑتے بالآخر یہ معاملہ ختم ہو گیا، میاں نواز شریف کے ساتھ ملاقات بھی ہوئی اور دونوں کرکٹرز نے سپورٹس مین شپ کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلے شکوے ختم کر لیے۔ قوم مطمئن تھی کہ وطن عزیز میں سیاستدانوں نے ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی روایت کو قائم رکھا ہے' اس دوران میاں نواز شریف صاحب کو ایک دو مشکل مرحلے بھی پیش آئے لیکن میاں صاحب ٹھنڈے دل و دماغ سے حالات کی گرمی کو اعتدال پر لانے میں کامیاب ہو گئے۔

پرویز مشرف اور پھر حامد میر پر قاتلانہ حملے سے پیدا ہونے والے حالات اور دو بڑے اداروں کا ٹکراؤ وزیر اعظم کے لیے کوئی معمولی امتحان نہیں تھے۔ ابھی ان گھمبیر حالات کی گرد بیٹھنے نہ پائی تھی کہ اچانک عمران خان صاحب کو یاد آیا کہ گذشتہ سال ہونے والے انتخابات میں تو دھاندلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اچانک خان صاحب نے انتخابی دھاندلی کے خلاف زبردست تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ایک سال میں تحریک انصاف کی حکومت صوبہ خیبر پختونخواہ میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ وہاں تحریک انصاف ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے' اپنی حکومت سے اپنی ہی جماعت کے ارکان نکونک ہو چکے ہیں وہاں اپنی جماعت کو متحد کرنے میں خان صاحب ناکام ہو چکے ہیں۔ ایک صوبے میں اپنی حکومت کی ناکامی تسلیم کرنے کی بجائے انھوں نے پورے ملک میں جمہوری نظام کو تلپٹ کرنے کا اعلان فرمایا۔

ادھر ہمارے خود ساختہ شیخ الاسلام علامہ مولوی طاہر القادری صاحب جو پاکستان کی گرد آلود فضا کو

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
مینیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: نوازعظیم حسنی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الانعام	7
معراج کی چند عظیم نشانیاں	9
تعارفی نشست	11

زر تعاون

فی پرچہ ... 10 روپے
سالانہ ... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

چھوڑ کر نہ معلوم کن کن قوتوں کے فیوض و برکات سمیٹتے ہوئے کینیڈا میں براجمان ہیں۔ وہ بھی کرپٹ نظام کے خاتمے اور ریاست بچانے کے پروگرام کے لیے وقتاً فوقتاً پاکستان پر نظر کرم فرماتے رہتے ہیں۔ خان صاحب اور قادری صاحب کی سیاست میں آمد سے پہلے میرے جیسا بے خبر پاکستانی اس وقت باخبر ہوا جب پرویز مشرف نے اپنی صدارت کے لیے عوامی ریفرنڈم کرایا، پولنگ سٹیشنوں پر اُلّو بھی نہیں بول رہے تھے۔ انتخابی عملہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا تھا، بلدیاتی کونسلروں کو ایک پولنگ سٹیشن پر ووٹ ڈالنے کے لیے آٹھ دس نان ووٹرز کے بھی نہیں مل رہے تھے۔

یوں پوری دنیا میں مشرف کی جگ ہنسائی ہو رہی تھی، ضلعی انتظامیہ کے حکم سے پولنگ عملے نے خود ہی انتخابی عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس وقت عمران خان صاحب اور جناب ملاں طاہر القادری صاحب، پرویز مشرف کے پرجوش حامی تھے، اس ریفرنڈم میں نہ تو خان صاحب کو کوئی دھاندلی یا خرابی نظر آئی اور نہ ہی مولوی خود ساختہ شیخ الاسلام کو نظام میں کوئی کرپشن نظر آئی۔ اب جبکہ میاں نواز شریف صاحب نے قوم کی ٹوٹی پھوٹی کشتی کی مرمت کر لی ہے۔ سابقہ حکومت نے دونوں ہاتھوں سے جس طرح اداروں کو لوٹا ہے وہ کوئی سربستہ راز نہیں۔ ماہرین کا خیال تھا کہ میاں صاحب نے جس بھاری پتھر کو چھوا ہے بس اسے چوم کر واپس رکھ دیں گے، کیونکہ ملکی معیشت آکسیجن ٹینٹ میں آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ اندرونی اور بیرونی قرضوں نے ملکی خزانے کو کنگال کر دیا تھا، کوئی گورنر سٹیٹ بنک چھ ماہ سے زیادہ عرصہ زرداری صاحب کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

پاکستان دشمن طاقتوں کا خیال تھا کہ ریت کی دیوار کب تک کھڑی رہے گی لیکن شریف برادران نے نہ صرف معاشی چیلنج کو قبول کیا بلکہ وطن عزیز کے ہر بالغ نظر شہری کو ایک سال کی حکومتی کارکردگی امن اور چین کی نیند نصیب کر رہے ہیں۔ کراچی کی بدامنی پر بہت حد تک کنٹرول کیا جا چکا ہے، سرکاری زمینوں کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کرنے والوں سے قبضے واپس لیے جا رہے ہیں۔ ملکی ٹیکسٹائل انڈسٹریز کے لیے یورپین نے اپنے دروازے کھول دیے ہیں۔ مختلف ممالک بالخصوص چین، سعودی عرب، برطانیہ مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک سے ترقیاتی معاہدے کیے جا رہے ہیں۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ پر آہستہ آہستہ قابو پایا جا رہا ہے، بجلی چوروں کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ ریلوے کا نظام مکمل بحال ہو چکا ہے، دیگر محکمے بھی خسارے سے آہستہ آہستہ نکل رہے ہیں۔ بلوچستان کے ناراض رہنماؤں سے خوشگوار ماحول میں ملاقاتیں ہو رہی ہیں اور بلوچ رہنما میاں نواز شریف پر اعتماد بھی کر رہے ہیں۔

ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں عالمی مالیاتی اداروں کے ماہرین حکومت کی اقتصادی پالیسیوں کی تعریف کر رہے ہیں وہاں ملک دشمن طاقتیں پیچ و تاب کھا رہی ہیں کہ اگر یہ حکومت پانچ سال اطمینان سے پورے کر لیتی ہے تو جو حکومت نے ایک سال میں ڈالر ایک سو دس روپے سے ستانوے روپے پر لے آئی ہے وہ پانچ سالوں میں ڈالر کا کیا حشر کرے گی۔

چنانچہ ایک طرف مشرف ریفرنڈم فیم جناب عمران خان کو اچانک ایک سال بعد انتخابی دھاندلیوں کا بخار ہو گیا ہے۔ ویسے خان صاحب سے کوئی پوچھے کیا نواز شریف حکومت نے انتخابات کرائے ہیں کیونکہ دھاندلی ہمیشہ برسر اقتدار حکومت کرتی ہے۔ جب جمہوری حکومت نہیں ہوتی تو ایجنسیوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ اگر جان کی امان پاؤں اور زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھا جائے تو آپ کی پہچان تو یہی ایجنسیاں ہیں، پھر دھاندلی کون کرا سکتا ہے آپ یا نواز شریف؟

دوسری ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں، ویسے خود کو خود ہی شیخ الاسلام کہلاتے ہیں لیکن پاکستانی قوم ان کی اس پریس کانفرنس کو نہیں بھولی جو رمضان المبارک کی دوپہر کو کی گئی تھی۔ پریس کانفرنس کے اختتام پر جناب نے اعلان کیا تھا کہ صحافیوں کے لیے کھانے کا انتظام ساتھ والے کمرے میں ہے۔ جب صحافیوں نے کہا الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور روزے سے ہیں تو اس نام نہاد شیخ الاسلام نے فرمایا: اوہو، میں بھول گیا تھا کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ان کی پوری زندگی ایسے ڈراموں سے پُر ہے۔

کبھی غارِ حرا میں ان کے لیے کشمیری فرشتے کمبل لاتے ہیں، کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ان کی ولادت کی بشارت دیتے ہیں پھر منہاج القرآن بھی بشارت کا نتیجہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حضرت پی آئی اے کا ٹکٹ بھی خرید کر دیتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی لابی کو ایسے ڈرامہ باز مولوی چاہئیں جن کی وہ ان کی توقع سے بھی زیادہ قیمت ادا کرتے ہیں اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ قوم ان کے سخت سردی میں اس دھرنے کو ابھی نہیں بھولی جس میں منہاج القرآن کے تمام اداروں میں پڑھنے والے طالب علموں، ملازمین کو حکم دیا گیا کہ اپنی ماؤں، بہنوں اور بچوں کو لے کر حاضر ہوں۔ پھر وہ بے چارے اپنے بیمار بچوں کو لے کر کنٹینر والی سرکار کے حکم پر یخ بستہ سردی میں حاضر ہوئے۔

رہی سہی کسر بارش نے پوری کر دی اور پھر کنٹینر والی سرکار دم دبا کر بھاگ گئی۔ بہت عرصہ تک ان کی شان مبارک پر sms چلتے رہے، ان کو پڑھ کر انھیں دوبارہ پاکستان آنے کی ہمت تو نہیں ہو رہی، البتہ ٹیلیفونک خطاب اور اپنے کارکنوں کو جنت کے پروانے دینے کی نوید کے ذریعے وہ بھی عمران خان کے ساتھ حصہ بقدر جثہ ڈال رہے ہیں۔ ان کے مشہور sms کنٹینر برائے فروخت اور شیخ الاسلام کا بیگم کو بتانا کہ ”بیگم میں ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اس نے کہا کہ تمھارے دانت میں کیڑا ہے، بیگم نے کہا کہ ڈاکٹر کی تشخیص تو ٹھیک ہے البتہ جگہ تمھیں غلط بتائی ہے۔“ وہ حضرت بھی اس جمہوریت کے کرپٹ نظام کے خاتمہ کے لیے ریلیاں منعقد کر رہے ہیں۔ یہ دونوں مشرف ریفرنڈم فیم حضرات ظاہر ہے کسی کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے وطن عزیز میں دھرنے، ریلیوں، جلسوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ انھوں نے ان احتجاجی سیاستدانوں کو فری ہینڈ دیا ہے اور ان کی ریلیوں میں شریک مسلح دہشت گردوں کو بھی پکڑا ہے۔ اب ان سے تفتیش ہونی چاہیے کہ عمران، قادری کو ریلیوں پر اکسا کر ان کے اندر تخریب کاری کرانے والے نادیدہ ہاتھ کون سے ہیں؟ قوم حکومتی اقدامات پر اسے ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے۔ اللہ کرے جلد از جلد وطن عزیز ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو۔

انتقالِ پُرملال

سیٹھ بلال احمد ملک ہر دلعزیز شخصیت اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ ایک بہت بڑے تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے ساتھ دلی لگاؤ و محبت رکھنے والے انسان تھے۔ اسی لیے وہ دینی مدارس، مساجد اور فقراء و مساکین پر سال بھر بے دریغ خرچ کرتے اور ضرورت مند حضرات کے ساتھ تعاون کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ انھیں عقیدہ توحید کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ تھا اور وہ توحید باری تعالیٰ کے خلاف کسی کی زبان سے ایک حرف سننا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ علمائے کرام اور صالح لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا ان کی جبلت میں رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ انھوں نے ساری زندگی اہل علم سے تعلق رکھا ہے۔ آپ حافظ عبداللہ محدث روپڑی، حافظ محمد اسماعیل روپڑی، حافظ عبدالقادر روپڑی اور ان کے خاندان کے ساتھ گہری عقیدت رکھتے تھے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے کہ انھوں نے پہلا حج محدث روپڑی کے ساتھ سنت نبوی کے مطابق ادا کیا تھا۔ انھوں نے حافظ عبدالقادر روپڑی کے حکم سے دینی کتب کی اشاعت اور فری تقسیم کا سلسلہ شروع کیا جو کہ آخری دم تک جاری و ساری رکھا۔ آپ شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ اور حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کی بڑی قدر کرتے اور ان کی خدمات کے معترف تھے۔ مرحوم 10 مئی بروز ہفتہ اس دارفانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ ان کی رہائش گاہ پر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے نہایت رقت آمیز لہجے میں پڑھائی۔

نماز جنازہ میں حافظ عبدالوہاب روپڑی، شیخ مقصود احمد، مولانا عبدالجبار مدنی مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا شفیع انور، مولانا صلاح الدین غوری، مولانا عبدالقیوم، حافظ امتیاز احمد، قاری فیاض احمد نیز جامعہ کے تمام طلباء، تاجر حضرات اور سیاسی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم نے سوگواران میں 4 بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ ادارہ ان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سوگواران کو صبر جمیل سے نوازے۔

(آمین)

(دعا گو: ادارہ تنظیم اہلحدیث لاہور)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

قرآن مجید کو رومن زبان میں تحریر کرنا؟ اور اس کا شرعی حکم؟

سوال: آپ حضرات کی طرف سے شائع کردہ قرآن مجید جس میں ہر آیت کے نیچے اسے رومن رسم الخط میں لکھا گیا ہے، عرصہ دراز سے بازار میں فروخت ہو رہا ہے۔ ایک صاحب نے ہماری توجہ اس نکتہ کی طرف مبذول کروائی ہے کہ یہ طریقہ جائز نہیں اور اس طرح الفاظ قرآنی ہی بدل جاتے ہیں مثلاً بسم اللہ کو بس مِل واور سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ کو یوں لکھا گیا ہے: ال حم دو لِل وہ یہ قرآن میں صریح تحریف ہے، ان صاحب نے ہمیں جواہر الفقہ جلد دوم سے قرآن کریم کے رسم الخط کے بارے میں چند صفحات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ ہم وہ آپ کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں، اس کے بعد آپ کی طرف سے جواب اور مثبت اقدام کا انتظار رہے گا۔

(سائل: محمد عبدالرحیم ناشران قرآن، العزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور)

الجواب بعون الوہاب: قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۝ "ہم نے قرآن مجید کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو سمجھ سکو" (پ:12 یوسف:2) جب قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے تو اس کو عربی میں ہی پڑھا جائے گا، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس قدر احتیاط سے کام لیتے کہ معمولی سی غلطی پر مواخذہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ایک کاتب نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا جس میں بسم اللہ لکھتے ہوئے لفظ "س" نہیں لکھا گیا تھا تو عمر فاروقؓ نے اسے اس بات پر سزا دی تھی یعنی مارا تھا۔ (الاتقان النوع السادس فصل فی مرسوم الخط ج2 ص340)

قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا تھا اگر اس کو کسی اور زبان میں منتقل کیا جائے تو یہ کلام الٰہی اور قرآن مجید نہیں کہلائے گا لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح قرآن کا نزول عربی میں ہوا تو اسے عربی میں ہی لکھا اور پڑھا جائے۔ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو باریک قلم (جس کا پڑھنا مشکل تھا) سے قرآن مجید لکھتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے اسے مارا اور فرمایا: عَظِّمُوا كِتَابَ اللهِ تم قرآن مجید کی تعظیم کرو۔ (الاتقان فصل فی آداب کتابتہ ج2 ص339) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: قرآن مجید کی کتابت میں مصحف عثمانی کی مخالفت حرام ہے۔ (الاتقان ج2 ص167)

عہد رسالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کو دعوت پیش کرتے ہوئے ان کی سہولت کے لیے عجمی رسم الخط میں قرآن مجید کو لکھوا کر کبھی پیش نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بھی دلالت کرتا ہے کہ قرآن مجید کو صرف عربی رسم الخط میں ہی لکھا اور پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ کسی اور زبان میں لکھی ہوئی تحریر پر لفظ قرآن مجید نہیں بولا جا سکتا، اسی طرح شیخ محمد علی حداد نے اپنے رسالہ خلاصۃ النصوص الجلیہ میں قرآن مجید کی کتابت کرتے ہوئے مصحف عثمانی کی اتباع پر 12 ہزار صحابہ سے اجماع ثابت کیا اور فرمایا: اجمع المسلمون قاطبة على وجوب اتباع رسم مصاحف عثمان (نصوص جلیہ ص25)

قرآن مجید کو غیر عربی میں لکھنا اس لیے بھی جائز نہیں کہ اس سے اعراب (ترکیب) تبدیل ہو جاتا ہے جس سے معنی اور مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ مثلاً عربی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے جبکہ عجمی زبان میں ایسا نہیں ہوتا اور جس سے قرآنی نظم ترتیب اور معنی میں تغیر واقع ہوگا اور قرآنی کلمات میں تقدیم اور تاخیر لازم آئے گی اور ان تمام

چیزوں کا ارتکاب حرام ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب بھی توقیفی ہے ایسا کرنے سے یہ ترتیب بھی قائم نہیں رہ سکے گی اور توقیفی چیز کی مخالفت حرام ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لیے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے تا کہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں تو اسی دوران حذیفہ بن یمانؓ ان کے پاس حاضر ہوئے انھوں نے قرآن مجید کی قراءت کے متعلق پریشانی کا اظہار شدت سے کیا اور عرض کی یا امیر المومنین آپ اس کی خبر لیں قبل اس کے کہ یہودیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کریں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ انھیں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیجیں جس کو حضرت زید بن ثابتؓ نے صدیق اکبرؓ کے حکم پر جمع کیا تھا۔ جب انھیں وہ نسخہ ملا تو انھوں نے زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعد بن ابی العاصؓ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا کہ وہ اس کو مصاحف میں نقل کریں اور انھیں یہ بھی حکم دیا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے متعلق حضرت زید بن ثابتؓ سے اختلاف ہو تو تم اسے قریش کی زبان میں تحریر کرو کیونکہ قرآن مجید زبانِ قریش میں نازل ہوا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی سلطنت کے تمام علاقوں میں نقل شدہ ایک ایک نسخہ بھجوایا اور حکم دیا کہ اگر اس کے علاوہ کوئی چیز قرآن مجید کی طرف منسوب کی جائے خواہ وہ کسی صحیفہ میں ہو اسے جلا دیا جائے۔

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن ج19ص 4987)

صورت مسئولہ میں قرآن مجید کو غیر عربی میں پڑھنا یا لکھنا حرام ہے۔ غیر عربی رسم الخط میں لکھی ہوئی چیز پر لفظ قرآن مجید نہیں بولا جا سکتا بلکہ قرآن مجید کو مصحف عثمانی کے سوا کسی اور عربی رسم الخط میں لکھنا بھی جائز نہیں۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسرے مصحف کو جلا کر اسی رسم الخط پر امت کو جمع فرما دیا تھا (جو لغت قریش میں لکھا گیا تھا اور قریش کی زبان عربی تھی) لہٰذا رومن ہندسوں یا کسی اور زبان میں لکھی گئی تحریر کو قرآن مجید کہنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر ایسی عبارات کو قرآن مجید سمجھا یا کہا جائے تو یہ قرآن مجید کی تحریف ہوگی جس کی شریعت کسی قیمت اجازت نہیں دیتی۔

نوٹ: اگر کوئی انسان قصداً اس تحریف کا مرتکب ہو تو حکومت وقت کا فرض ہے کہ اسے قرار واقعی سزا دے تا کہ آئندہ کسی کو اس قبیح فعل کے مرتکب ہونے کی جرأت نہ ہو۔ فقط

بقیہ: تفسیر سورۃ الانعام

اخذ شدہ مسائل:

(۱) دین اسلام ہی ملتِ ابراہیمی ہے۔
(۲) صراطِ مستقیم کی دولت کا حصول اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔
(۳) تکبیر تحریمہ کے بعد قیام میں قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہنا مسنون ہے۔
(۴) عبادات میں کسی کو اللہ کا شریک نہیں بنایا جا سکتا۔
(۵) انسان کی تمام تر عبادات ریاکاری سے پاک اور سنت مطہرہ کے بتلائے ہوئے طریقے سے ادا ہوں تو شرف قبولیت پا سکتی ہیں۔

جنت میں گھر بنائیں
مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ
''جو اللہ کیلئے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اُسکے لیے جنت میں گھر بناتا ہے''
مناواں، جی ٹی روڈ لاہور کے بالکل قریب، جماعت اہلحدیث اور حاجی نذیر احمد کی زیر نگرانی دو کنال کے وسیع و عریض رقبہ میں مسجد تعمیر کی جاری ہے، چھت پر لینٹر ڈالنے کے لیے بجری، ریت، سیمنٹ، سریا کی اشد ضرورت ہے۔
اہل خیر حضرات و خواتین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیرات میں دل کھول کر عطیات دیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین
[منجانب: نعیم احمد 0321-9794129_0345-7656730]

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 37)

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۝ اے نبی (ﷺ) کہہ دیجیے بیشک مجھے میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی ہے، درست دین (یعنی) ملتِ ابراہیم کی جو کہ یکطرفہ تھا اور شرکوں میں سے نہ تھا۝ کہہ دیجئے بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیے ہے۝ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (توحید) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۝

مشکل الفاظ کے معانی:

قِیَمًا: درست صحیح

حَنِیْفًا: یکطرفہ

نُسُكِیْ میری قربانی

ماقبل سے مناسبت:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی ابتداء میں دلائل توحید پیش کرتے ہوئے مشرکین کی تردید کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا قضا اور تقدیر کی نفی کی تردید بیان کی تھی اور ان آیات میں اسلام اور صراط مستقیم کو ہی ملت ابراہیمی قرار دیا ہے اور یہ بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ روز قیامت ہر شخص سے اس کی ذات کے متعلق ہی سوال کیا جائے گا جبکہ ہدایت اللہ کی توفیق سے ہی حاصل ہوتی ہے اور انسان کے ہر عمل کی اس کو جزا و سزا دی جاتی ہے۔

التوضیح:

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس راہ ہدایت پر آپ قائم ہیں وہی صراط مستقیم اور اعتدال کا راستہ ہے، یہی راستہ ہر نفع دینے والے اچھے امور کو سرانجام دینے اور نقصان دہ امور کو ترک کرنے پر مشتمل ہے، یہ وہی راستہ ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام بالعموم سیدنا ابراہیم علیہ السلام عمل پیرا رہے، یہی وہ راستہ ہے جو تمام ادیان باطلہ اور انحراف کے راستوں سے روگردانی کرتے ہوئے انسان کو دنیاوی اور اُخروی کامیابیوں سے ہمکنار کر دیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝ اعلان کروا کر مشرکین (یہود و نصاریٰ) سے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

انسان کو عبادت کرتے وقت ریاء کاری سے کوسوں دور رہتے ہوئے سنت مطہرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اخلاص سے سرانجام دینی چاہیے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا اس بات کا اعلان کریں کہ میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا اور میرا جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ یہاں نماز اور قربانی کو سب سے پہلے اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور اس کے قرب کے حصول پر دلالت کرتی ہے، جس کسی نے اپنی نماز اور قربانی کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لیا گویا اس نے اپنے تمام اقوال و اعمال کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے

حصول کے لیے خالص کرلیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پڑھتے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ میں نے اپنا چہرہ اس پروردگار کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے سب سے منہ موڑ کر اسی کا مطیع بن کر اور میرا مشرکوں سے کوئی تعلق نہیں، بیشک میری نماز میری ہر عبادت، میری زندگی، میری موت اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ تو ہی (حقیقی) مالک ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرہ بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہ معاف فرمادے، تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا اور تو مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت فرما اس لیے کہ بہترین اخلاق کی تیرے سوا کوئی ہدایت عطا نہیں فرما سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے دور رکھ، برے اخلاق کو تیرے سوا کوئی اور مجھ سے دور نہیں رکھ سکتا، تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں۔ (مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلوۃ النبی ﷺ ودعاء باللیل ج 3 جز 6 ص 48 رقم الحدیث: 771 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد بن حنبل ج 2 ص 132 رقم الحدیث: 729 مسند احمد ج 1 ص 94)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت مروی ہے جس میں کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ ہیں قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ (دارقطنی کتاب الصلاۃ باب دعاء الاستفتاح ج 1 ص 626 رقم الحدیث: 1124 نسائی کتاب الصلاۃ باب نوع آخر من الدعاء بین التکبیر والقراءۃ ص 148 رقم الحدیث: 896)

اس روایت سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے بعض روایتوں میں نفلی نماز کے اندر ان الفاظ کا بھی پڑھنا منقول ہے، اگر انسان فرضی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ان الفاظ کو کہنا چاہے تو یہ اس کے لیے مستحب ہے۔

لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اللہ تعالی ہی عبادت کے لائق ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تمام عبادات اسی کی ذات مبارکہ کے لیے خاص ہیں اور یہ اخلاص اللہ تعالی کی ذات کے لیے کوئی انوکھی اور نئی چیز نہیں جو اپنی طرف سے وضع کی گئی ہو بلکہ مجھے اسی اخلاص کا حکم دیا گیا ہے میں اسی کا مامور ہوں اور اس کے حکم کی تعمیل کرنا میری ذمہ داری ہے، اسے پورا کیے بغیر میں کس طرح رہ سکتا ہوں اور میں سب سے پہلے حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نحن الاخرون الاولون یوم القیامۃ ونحن اول من یدخل الجنۃ ہم سب سے آخر میں آئے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور ہم ہی جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گا۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج 13 ص 135 رقم الحدیث: 7706 بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ ج 6 ص 3 رقم الحدیث: 876 مسلم کتاب الجمعۃ باب ہدایۃ ھذہ الأمۃ لیوم الجمعۃ ج 3 جز 6 ص 118 رقم الحدیث: 855) اسی طرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (مسلم کتاب الجمعۃ ہدایۃ ھذہ الأمۃ لیوم الجمعۃ ج 3 جز 6 ص 119 رقم الحدیث: 856)

(بقیہ ص: 6)

معجزات رسول ﷺ

معراج کی چند عظیم نشانیاں

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

قسط نمبر 2 آخری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو جب یہ بیان کیا کہ وہ رات کو اس طرح مسجد اقصی گئے اور وہاں سے آسمانوں پر گئے تو بہت سے لوگوں نے اس پر یقین نہیں کیا حتی کہ بعض نئے نئے ایمان لانے والے بھی یہ واقعہ سن کر ایمان سے پھر گئے، اور دوڑے دوڑے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: تم نے سنا، تمہارے ساتھی (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کی سیر کر کے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر انھوں نے کہا ہے تو واقعی سچ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے ہی واپس بھی آ گئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں تو ان کی اس سے بھی زیادہ بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی صبح و شام ان باتوں کی تصدیق کرتا ہوں جو آسمان سے ان کے پاس آتی ہیں، چنانچہ اسی وجہ سے ابوبکر کا نام الصدیق رکھ دیا گیا۔ [الصحیحۃ للألبانی: ۲/۲۱۵ رقم الحدیث: ۳۰۶]

مشاطہ فرعون کا حسن انجام: مشاطہ کے معنی ہیں، بالوں کو بنانے سنوارنے والی، بالوں میں کنگھی پھیرنے والی فرعون نے اپنے اہل خانہ کی خدمت کے لیے مشاطہ (جسے آج کل کی اصطلاح میں بیوٹی پارلر کہا جا سکتا ہے) رکھی ہوئی تھی یہ فرعون کو نہیں بلکہ اللہ کو رب ماننے والی تھی۔ یہ ایک مرتبہ فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "فرعون ہلاک ہو" تو بیٹی نے یہ بات اپنے باپ فرعون کو بتلا دی جس پر اس نے اسے قتل کروا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معراج کی رات میں نے ایک بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس کی تو میں نے پوچھا: "جبریل! یہ خوشبو کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا: "یہ مشاطہ، اس کا خاوند اور اس کی بیٹی ہے۔" (الاسراء والمعراج للألبانی، ص: ۵۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا ایک اور شاہد ہے جس سے اسے تقویت مل جاتی ہے۔ (الاسراء والمعراج للالبانی، ص: ۵۷)

حجامت (سینگی لگوانے) کی اہمیت: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی بابت فرمایا: "مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ إِلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ" "میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں (سنن ابن ماجہ الطب باب الحجامۃ حدیث: ۳۴۷۹ والصحیحۃ للألبانی رقم الحدیث: ۲۲۶۳) سینگی لگانے کو پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں جس کا مطلب نشتر یا استرے سے جسم کو گود کر جسم سے خون نکالنا ہے۔ (نور اللغات)

یہ ایک طریقہ علاج ہے جس سے فاسد خون نکل جاتا ہے اور فاسد خون کے نکل جانے سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے یہ بہت کامیاب طریقہ علاج تھا لیکن یونانی حکمت اور طریقہ علاج کے زوال پذیر ہونے کے ساتھ ہی یہ طریقہ علاج بھی تقریباً متروک ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں بھی یہ طریقہ علاج رائج تھا اور آپ نے خود بھی کئی مرتبہ سینگی لگوائی ہے، جس کو عربی میں "حجامت" کہتے ہیں۔ اس حدیث معراج سے بھی اس طریقہ علاج کی اہمیت و فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر: یہ تو پہلے گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل

میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک موقع شب معراج کا ہے جس میں آپ نے جبریل کو سبز رنگ کے ریشمی لباس میں دیکھا جس نے آسمانی افق (کناروں) کو بھر دیا تھا۔ (صحیح البخاری،تفسیر سورۃ النجم،حدیث: ۴۸۵۸) اسی معراج کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمایا اور یہ وہ منظر تھا جب جبریل علیہ السلام پر اللہ کی خشیت طاری تھی اسی خشیت الٰہی نے انھیں ایسے کر دیا تھا جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَرَرْتُ بِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِالْمَلَإِ الْأَعْلَى وَهُوَ كَالْحِلْسِ الْبَالِي مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (الصحیحۃ: ۵/۳۶۲ حدیث: ۲۲۸۹) "میں شب معراج کو ملاءِ اعلیٰ (فرشتوں کی مجلس) جبریل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے تھے جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔"

حضرت ابراہیمؑ کا امت محمدیہ ﷺ کے نام خصوصی پیغام:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ "معراج کو میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انھوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو بتلائیے کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ ہے، پانی میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشت کرنے کی ضرورت ہے) اس کی کاشت کاری: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ ہے۔" (جامع الترمذی الدعوات باب أن غراس الجنة... حدیث: ۳۴۶۲)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کی فضیلت: ایک دوسری روایت میں ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی ﷺ سے فرمایا: مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ قَالَ: وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ "اپنی امت سے کہیں کہ وہ جنت میں خوب کاشت کاری کریں اس لیے کہ اس کی مٹی بڑی عمدہ ہے اور اس کی زمین فراخ ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: "جنت کی کاشت کاری کیا ہے؟" (مسند احمد: ۵/۴۱۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مذکورہ دونوں روایتوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر صحیح قرار دیا ہے۔ (الصحیحۃ: ۱/س: ۱۶۵، ۱۲۶ رقم الحدیث: ۱۰۵ والاسراء والمعراج ص: ۹۹-۱۰۷)

بقیہ مسنون نماز جنازہ

(۲) غیر اہلحدیث حنفی مقلد مولوی الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں کہ: "جنازہ پڑھنے والے کو دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے افضل درود، درود ابراہیمی ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں نماز جنازہ کے لیے لفظ بہ لفظ کوئی درود مقرر نہیں ہے۔" (نماز اہل سنت ۱۵۶) (۳) حنفی مفسر صوفی عبدالحمید سواتی لکھتے ہیں کہ: "دوسری تکبیر کے بعد نماز والا درود شریف پڑھے جو کہ صفحہ نمبر 400 پر گزر چکا ہے، تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل ادعیہ میں سے کوئی ایک دعا یا ایک سے زیادہ پڑھے۔ صوفی صاحب نے زیادہ کا تعین نہیں کیا خواہ کتنی زیادہ پڑھی جائیں۔" (جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث

صحابی رسول نے فرمایا تو اپنے رب کے ساتھ کیسا گمان رکھتا ہے ابوالاسود نے سر کے اشارہ سے کہا میں اپنے رب کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہوں تو صحابی رسول فرمانے لگے خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ اس کے ظن کے مطابق معاملہ کرتے ہیں۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج 25 ص 398 رقم الحدیث: 16016) احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہیے، اگر بندہ اپنے رب سے بخشش و مغفرت کا یقین رکھتے ہوئے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے تو معاشرہ میں موجود جرائم کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور ایک پرامن معاشرہ میں بڑی آسانی سے امن کا قیام ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

علمائے اہلحدیث سے تعارفی سلسلہ 84

آج کی نشست کے مہمان

ملک عبدالرشید عراقی

گفتگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

سوال: محترم آپ اپنا اور اپنے والد گرامی کا نام بتائیے اور کچھ خاندانی پس منظر سے آگاہ کیجئے

جواب: میرا نام عبدالرشید عراقی اور والد محترم کا نام ملک عطاء اللہ خاں ہے، میرا تعلق سوہدرہ کے ایک معزز عراقی خاندان سے ہے۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: میری تاریخ پیدائش 10 نومبر 1935ء ہے اور جائے ولادت سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ ہے۔

سوال: آپ کی عصری تعلیم کیا ہے؟

جواب: میری عصری تعلیم میٹرک 1952ء اور ادیب عالم 1955ء ہے۔

سوال: آپ کی دینی تعلیم کیا ہے؟ اور دینی تعلیم کا شوق کیسے پیدا ہوا؟

جواب: 1952ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس ملک میں سرکاری ملازمت بغیر سفارش یا رشوت کے نہیں ملتی، ملازمت کے لیے کئی دفتروں میں درخواستیں بھی دیں لیکن سفارش نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت میں بہت دشواری پیش آئی۔اسی دوران دل میں خیال آیا جب تک ملازمت نہیں ملتی دینی تعلیم حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ اپنی مسجد اہلحدیث گگے زیاں سوہدرہ کے خطیب مولانا علم الدین مرحوم (جو کہ حضرت العلام شیخ العرب والعجم حافظ محمد محدث گوندلوی کے تلمیذ اور شارح سنن نسائی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے ہم درس تھے) سے ترجمہ قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔

سوال: آپ کے معروف اساتذہ کے نام کیا ہیں؟

جواب: مولانا علم الدین مرحوم، مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی، مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہم اللہ اور مولانا عبدالسلام ہزاروی حفظہ اللہ سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔

سوال: آپ کی اولاد میں بیٹے اور بیٹیوں کی تعداد کیا ہے؟ نیز ان کو دینی تعلیم کہاں تک دلوائی ہے؟

جواب: ماشاءاللہ میرے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، کوئی بھی دینی تعلیم حاصل نہیں کرسکا مگر اللہ کے فضل وکرم سے تینوں بیٹے اور بیٹیاں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

سوال: آپ نے کون کون سی تصانیف لکھی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری مطبوع اور غیر مطبوع تصانیف کی تعداد (70) تک پہنچ چکی ہے اور 50 کے قریب مطبوع کتابیں ہیں، بقیہ کتابیں زیر طبع ہیں۔مضامین کا سلسلہ بھی جاری ہے، ایک سو سے زیادہ رسائل وجرائد واخبارات میں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔تصانیف میں زیادہ تر کتابیں شخصیات سے تعلق رکھتی ہیں۔حدیث نبوی ﷺ پر بھی پانچ چھ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔بطور نمونہ چند کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) تذکرہ: مولانا ابوالوفا شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (۲) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۳) دو روشن ستارے: مجدد الف ثانی وشیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۴) تذکرہ: حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادیؒ (۵) تذکرہ: حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (۶) تذکرہ: نواب صدیق حسن خان (۷) تذکرہ: مولانا ابوالکلام آزاد (۸) کاروان حدیث: ۴۲: محدثین کے حالات (۹) خلفائے راشدین (۱۰) سیرت اصحاب عشرہ مبشرہؓ (۱۱) امام ابوحنیفہؒ (۱۲) امام مالکؒ (۱۳) امام شافعیؒ (۱۴) امام احمد بن حنبلؒ (۱۵) امام ابن تیمیہؒ اور ان کے تلامذہ (۱۶) عظمت ورفعت کے مینار (۱۷) عظمت حدیث (۱۸) مقام حدیث (۱۹) جامعین حدیث (۲۰) حجیت حدیث (۲۱) برہان الحدیث (۲۲) برصغیر میں علم حدیث

سوال: حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور اُن کے رفقاء کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: برصغیر پاک وہند میں روپڑی خاندان کی دینی خدمات بہت زیادہ ہیں ان کی دینی، مذہبی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت العلام مفتی جماعت اہلحدیث حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور ان کے برادر اصغر حافظ محمد حسین روپڑیؒ اور ان کے برادرزادے حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی جو دینی ومذہبی خدمات ہیں وہ ہماری تاریخ اہلحدیث کا ایک روشن باب ہے۔ فن مناظرہ میں شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ امام تھے ان کے بعد ان کے جانشین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ امام تھے۔ ان دو علمائے کرام نے عیسائیوں، آریہ سماج، قادیانیوں، منکرین حدیث، دیوبندیوں، بریلویوں اور شیعوں سے لاتعداد مناظرے کئے اور کامیابی وکامرانی سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ہمکنار ہوئے اور مسلک اہلحدیث بام عروج تک پہنچایا۔

اب روپڑی خاندان کے دو چشم وچراغ حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی (دونوں بھائی) دین اسلام کی نشرواشاعت، شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت وتائید اور مسلک اہلحدیث کے فروغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں ومستعد نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں بھائیوں کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور انھیں دین اسلام کی مزید خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

سوال: آپ کن علماء سے متاثر ہیں اور کن علمائے کرام کی تصانیف کا مطالعہ زیادہ کرتے ہیں؟

جواب: میں جن علماء سے بہت زیادہ متاثر ہوں اور جن کے علمی تبحر کا دل ودماغ سے معترف ہوں ان میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھیؒ، مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا محمد علی جانبازؒ، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، مولانا محمد حنیف ندویؒ، مولانا محمد یحییٰ گوندلویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ بھی شامل ہیں۔ ان علمائے کرام کی تصانیف میری پسندیدہ کتابیں ہیں۔

عصر حاضر کے علمائے کرام میں جن کی تصانیف کا میں بڑے شوق سے مطالعہ کرتا ہوں اور ان کے علم وفضل کا معترف ہوں ان میں محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ، مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اور عظیم مذہبی سکالر میاں محمد جمیل حفظہ اللہ اور مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ شامل ہیں

سوال: قارئین تنظیم اہلحدیث کے لیے کیا پیغام ہے؟

جواب: قارئین تنظیم اہلحدیث اور طلبائے جامعہ اہلحدیث کے لیے میرا صرف یہی پیغام ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اشاعت اسلام، تردید شرک وبدعت اور مسلک اہلحدیث کی اشاعت وفروغ کے لیے سعی وکوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

تربیتی نشست

جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے کا اجلاس مورخہ 9 مئی کو زیر صدارت مولانا حافظ نوید احمد امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ماہ اپریل میں ہونے والے تبلیغی پروگراموں کا جائزہ لیا گیا جو کہ ہر لحاظ سے کامیاب ہوئے۔ علاوہ ازیں اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مورخہ 6 جون بروز جمعۃ المبارک کو جامعہ اہلحدیث لاہور میں ہونے والی سالانہ تقریب بخاری شریف واہلحدیث کانفرنس میں بھرپور شرکت کے لیے قافلے تشکیل دیے جائیں گے اور تمام قافلے بعد از نماز عصر روانہ ہوں گے۔

نیز ہر ماہ بعد تربیتی نشست ہوگی جس میں امیر محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کی مشاورت سے معلم کا تقرر کیا جائے گا۔ اجلاس میں کابینہ کے علاوہ دیگر اراکین جماعت شامل ہوئے جس پر ان کا شکریہ ادا کیا گیا اور دعائے خیر سے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(منجانب: عبدالقدیر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے شیخوپورہ)

خزینہ بخشش ومغفرت

ابوثوبان محمد سلیمان شاکر

قسط نمبر2

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ بجا ہے کہ ہم سب اللہ کی رحمت کے سہارے ہی جی رہے ہیں، وہ کل کائنات کے گناہ گاروں کو بخش دے تو اس کے خزینہ بخشش میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس کی رحمت کے کیا کہنے اگر جوش میں آجائے تو کفل جیسے سیاہ کار بخشے جائیں۔ اس کی رحمت اگر موج میں آجائے تو زندگی بھر بدکاری کرنے والی فاحشہ عورت (Prostitute) ایک کتے کو پانی پلا دے تو جنت میں چلی جائے۔ [صحیح بخاری کتاب بدء الخلق رقم الحدیث: 3320] اس کی رحمت کا موجزن دریا 100 انسانوں کے قاتل کو بہا کر گناہوں سے پاک کر دے۔ [صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء رقم الحدیث: 3470] یہ اس کے بلند حوصلوں کا عالم ہے کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والے اس کی چوکھٹ پہ آگریں اس کے حضور احساس ندامت سے مغفرت کے طلب گار بن جائیں تو وہ انہیں بھی اپنے دامن رحمت میں لپیٹ لے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کی رحمت ومغفرت کی امید پر دل کھول کر گناہ کئے جائیں، اس کے احکام وفرائض کی پرواہ کئے بغیر شرعی حدود وقیود اور ضابطوں کو اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں پامال کرتے جائیں۔ اطاعت وعمل سے عاری زندگی شتر بے مہار کی مانند حقوق وفرائض سے نا آشنا اور لیل ونہار اپنے افعال قبیحہ اور اعمال سیئہ سے اس جبار وقہار اللہ کے غضب کو مدعو کر کے پھر اس کی رحمت ومغفرت کی امید باندھیں تو یہ حماقت وخام خیالی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ {الحجر: 49-50}

اگر ہم گناہ نہ کرتے؟

خطاؤں کا سرزد ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بنی آدم سے غلطی ہو جاتی ہے مگر بہترین خطا کار توبہ کرنے والا ہے۔ {ترمذی رقم الحدیث: 2499 ابن ماجہ} گناہوں کو یاد کر کے نادم ہونا اور پھر اللہ سے معافی مانگنا بنی نوع انسان کی اللہ کے ہاں بہترین ادا ہے۔

حدیث میں ہے: والذی نفسی بیدہ لولم تذنبوا لذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفرلھم [صحیح مسلم کتاب التوبہ رقم الحدیث 6965} اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں لے جاتے اور ایسی قوم لے آتے جو گناہ کر کے اللہ سے بخشش مانگتے، پس اللہ انہیں معاف فرما دیتے۔

توبہ سے اللہ کی رضا:

جب بھی کوئی انسان اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسوں بہاتا اور زبان سے اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرے تو اللہ ذوالجلال بہت خوش ہوتے ہیں یعنی توبہ حصول رضائے الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی: ایک مسافر جنگل میں اپنی سواری درخت سے باندھ کے آرام کی غرض سے لیٹ جائے اور جب اس کی آنکھ کھلے تو اس کی سواری بمعہ ساز وسامان گم ہو چکی ہو اور وہ مایوس بیٹھ کر موت کا انتظار کرتا ہے، اچانک اس کا اونٹ زاد راہ سمیت اس کے پاس پہنچ جائے، زندگی کی امید پا کر وہ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اونٹ کی مہار پکڑ کر آسمان کی طرف دیکھ کے خوشی سے پکار اٹھتا ہے: ''اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں'' (خوشی کی انتہا میں وہ لفظ ہی بھول گیا جبکہ کہنا یہ تھا اللہ تو میرا رب اور میں تیرا بندہ ہوں) آپ فرماتے ہیں گنہگار کی توبہ سے اللہ اس سے بھی کہیں زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ [صحیح مسلم رقم

الحدیث:2747}

دل کی پاکیزگی بھی توبہ سے ہے:

قرآن کریم میں 40 مقامات پہ توبہ کا ذکر آیا ہے بلکہ ایک مستقل سورۃ کا نام بھی "التوبہ" رکھ دیا گیا۔ احساس گناہ، طلب توبہ اور شوق جنت انسان کو قرب الٰہی سے نہ صرف سرفراز کرتا ہے بلکہ خطاؤں سے سیاہ دل کو بھی دھو ڈالتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: توبہ گناہوں کے سیاہ داغ مٹا دیتی ہے۔ [مسند احمد: 2/297}

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی اور اپنا فسانہ بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل مل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

اعتراف گناہ اور توبہ:

اے انسان گناہوں سے آلودہ دامن اور غلطیوں سے سیاہ نامہ اعمال لے کر اللہ غفور الرحیم کی بارگاہ میں جھک کے تو دیکھو، بحر ندامت میں غوطہ زن ہو کر اپنے عیبوں پہ شرمندگی کے آنسو بہا کر اپنے پروردگار سے بخشش کی بھیک مانگ کر تو دیکھو؟ دیکھنا رحمت کی برکھا کیسے برساتا ہے تیرے ہاتھ خالی نہیں لوٹائے گا بلکہ بخشش و مغفرت کا سرٹیفکیٹ تجھے عنایت فرمائے گا۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ "جب انسان گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں" [صحیح بخاری: رقم الحدیث 4141}

گناہ گارو! اللہ ذوالجلال سے سوال مغفرت کر کے تو دیکھو۔ خدا کی قسم! ابھی تمہاری جھکی جبین اٹھے گی نہیں، ابھی تمہاری سسکیاں رکیں گی نہیں، ابھی رخساروں سے اشک خشک بھی نہ ہوں گے کہ وہ رحمن الرحیم تمہیں اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لے گا جس کا اعلان اللہ نے قرآن میں کر دیا ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ {الزمر: 53}" آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے اعلان فرما دیں! کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والے اور وہ بڑی بخشش اور مہربانی والی ذات ہے۔

مغفرت عام ہے:

حدیث قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یا ابن آدم انك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك ما كان منك ولا ابالي يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك يا ابن آدم لو اتيتني بقراب الارض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لاتيتك بقرابها مغفرة "اے ابن آدم تو مجھے جب بھی پکارے اور مجھ سے امید باندھے میں تیری ساری خطائیں بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں تیری مغفرت کر دوں گا۔ اے ابن آدم اگر تو زمین کے کناروں جتنے گناہ لے کر میرے پاس اس حال میں آیا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہو میں تجھے اتنی ہی مغفرت دوں گا۔ [سنن ترمذی کتاب الدعوات رقم الحدیث: 3540}

سبحان اللہ! کیسی عظمت ہے میرے مالک کی شان غفاری و ستاری کی؟ عمر رفتہ نافرمانیوں میں گزارنے والا جب شرمندگی و پشیمانی سے توبہ کے راستے پہ چل نکلے اللہ اسے اپنی رحمت سے نواز کر حقیقی فرحت و تسکین نصیب فرما دیتے ہیں' یہی نہیں بلکہ جنت کی مہمانی کا شرف اللہ رؤف بالعباد کی طرف سے بطور فضل مل جاتا ہے۔

100 قاتل کی توبہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے 99 قتل کیے

آخر ایک وقت اسے اللہ کے خوف سے احساس توبہ پیدا ہوا وہ ایک عیسائی عابد کے پاس گیا مگر اس نے اسے مایوس کر دیا کہ تیری بخشش ممکن نہیں اس نے طیش میں آ کر اسے بھی قتل کر دیا مگر دل کی اضطرابی اور روح کی بے قراری اسے پل بھر چین نہ لینے دیتی ایک عالم دین نے اسے بتایا کہ فلاں بستی میں نیک لوگ بستے ہیں تو وہاں چلا جا تیری توبہ کا کوئی انتظام ہو جائے گا دل میں توبہ کے جذبہ کو موجزن کئے یہ شخص اس بستی کی طرف چل پڑا مگر راستے میں اس کا پیغام اجل آ گیا' رحمت اور عذاب والے فرشتے بھی وہاں پہنچ گئے' فرشتوں کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا عذاب والے فرشتے اس کے گناہوں کی وجہ سے اسے جہنم میں لے جانا چاہتے تھے جبکہ رحمت والے فرشتوں کا کہنا تھا چونکہ یہ توبہ کی نیت سے جا رہا تھا لہٰذا اسے جنت ملے گی، غفور الرحیم پروردگار نے گناہوں والی بستی کو دور اور جس طرف جا رہا تھا اس بستی کو قریب ہونے کا حکم دے کر فرشتوں سے فرمایا زمین کو ناپ لو جو بستی قریب ہو وہ فرشتے لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فوجدله الی هذه اقرب بشبر فغفر له جب پیمائش کی گئی تو وہ توبہ والی بستی کی طرف ایک بالشت زیادہ قریب تھا پس اسے بخش دیا گیا۔

{صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل رقم الحدیث:3470}

توبہ کی برکت:

احساس گناہ اور خشیت الٰہی کے بعد آپ کی نیت میں جس قدر خلوص اور دل میں حصول معافی کی سچی لگن ہو گی توبہ کے ثمرات بھی اتنے ہی بابرکت ہوں گے۔ حضرت عمران بن حصین الخزاعیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت نے اعتراف زنا کرتے ہوئے سزا کی درخواست کی تاکہ وہ دنیاوی سزا پا کر اخروی عذاب سے بچ جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بچے کی پیدائش ہو جائے پھر آ جانا لہٰذا وہ بچے کو جنم دینے کے بعد پھر آ گئی، رجم کے بعد آپؐ نے اس کی نماز جنازہ کا حکم دیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! آپ اس زانیہ عورت کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا عمرؓ! اس کی توبہ اللہ کو اتنی پسند آئی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے 70 گناہ گاروں میں تقسیم کیا جائے تو ان کی بخشش کے لئے بھی کافی ہو جائے۔ {صحیح مسلم رقم الحدیث:4433}

بخشش تمہاری منتظر:

اللہ کی رحمت تو انسان کی تلاش میں رہتی ہے اور وہ اللہ غفور الرحیم اپنے بندوں کو مہلت دے کر بخشش کے بہانے بناتے ہیں تاکہ میرے بندے کسی بھی ذریعہ جہنم سے آزاد ہو کر ابدی نعمتوں والی جنت کے وارث بن جائیں۔ اس حوالہ سے امام ابن قیم اپنی تصنیف ''الفوائد'' میں رقمطراز ہیں: بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت کا مشاہدہ کر کے اس کی ربوبیت کی گواہی دے اور اس کی صفات ربوبیت کو دیکھ کر اس کی صفات الوہیت کی گواہی دے۔ بندہ اللہ کے مالک الملک ہونے کو تسلیم کر کے اس کی حمد کی گواہی دے اور اس کے عفو و مغفرت کو دیکھ کر اس کی کمال عزت کی گواہی دے۔

جبکہ حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں ملتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ گناہ کا مرتکب ہو کر اپنے اللہ سے معافی مانگتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں میرے بندے کو پتہ ہے کہ میرا رب بخشنے والا اور عذاب دینے والا ہے پس میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، میرا بندہ پھر بھی گناہ کر بیٹھتا ہے تو مجھ سے بخشش کا سوال کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے جو معاف بھی کرتا ہے اور گرفت بھی کر لیتا ہے پس میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، اس سے پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور میں اسے پھر معاف کر دیتا ہوں کیونکہ وہ جانتا ہے میرا رب معاف کرنے والا ہے۔ {صحیح بخاری کتاب التوحید رقم الحدیث:7507}

ہم گناہ کرتے رہے مگر اس نے نہ کی پکڑ
بڑے بلند ہیں حوصلے پروردگار کے

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئیں

عطاء محمد جنجوعہ — قسط نمبر 2 آخری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیر والی اپنے مقالہ بعنوان آخری آسمانی فیصلہ مولانا ثناء اللہ امرتسری بمقابلہ مرزا غلام احمد کے تحت تمام روئیداد تحریر کرتے ہیں:" مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ان معروف شخصیتوں میں سے تھے جنھوں نے زندگی بھر عوام کو مرزا صاحب کی سیاہ زندگی سے روشناس کرایا۔ ان کا اپنا پرچہ ہفت روزہ "اہل حدیث" امرتسر سے نکلتا تھا، جس کے ابتدائی صفحات رد مرزائیت کے لیے وقف تھے۔ اس کے علاوہ مولانا نے قادیانیوں کے خلاف بے شمار تقریریں اور مناظرے کیے، ہر ایک مناظرہ میں قادیانیوں کو شکست فاش دی۔

موضع "مُد" ضلع امرتسر کا مناظرہ بہت مشہور ہے جس میں مرزا غلام احمد نے اپنے چوٹی کے عالم سرور شاہ کو مناظرے کے لیے چن کر بھیجا۔ اس مناظرے میں مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے مرزائیت کے ایسے بخیے ادھیڑے کہ سرور شاہ کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اس مناظرے کے بعد مولانا نے اپنی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیں۔

مرزا غلام احمد نے مارچ ۱۹۰۷ء میں "قادیان کے آریہ اور ہم" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا۔ اس کے آخر میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ "ہمارے کذب پر حلف اٹھاؤ پھر اس کا انجام دیکھو۔" مولوی صاحب نے اس کا جواب اپنے اخبار اہل حدیث میں ۲۹ مارچ کو دیا اور اعلان کیا "میں کذب مرزا پر قسم اٹھانے کو تیار ہوں" مرزا صاحب نے فوراً اخبار بذریعہ قادیان ۴ اپریل ۱۹۰۷ء میں اعلان کر دیا کہ "یہ مباہلہ حقیقۃ الوحی شائع ہونے کے بعد ہوگا" لیکن حقیقۃ الوحی شائع ہونے سے قبل ہی مرزا صاحب نے ایک اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کر دیا یہ اشتہار تبلیغ رسالت جلد دہم، ص: ۱۱۸ پر درج ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ!:

بخدمت جناب ثناء اللہ صاحب! مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ مجھے ہمیشہ مردود، دجال، کذاب اور مفسد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے دنیا بھر میں میری نسبت یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں دجال، دھوکہ باز اور خائن ہوں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے، مگر چوں کہ میں موعود خدا ہوں اور آپ مجھ پر افتراء کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہی مفتری کذاب دجال ہوں جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر میں سچا ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے

اگر میری زندگی میں آپ پر طاعون یا ہیضہ وارد نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ میں خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور زاری سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اسے بہت جلد طاعون یا ہیضہ سے مار کر دوسرے فریق کو خوش کر۔ اے میرے مولا میں تیری رحمت اور تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی ایسی آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور

جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ (۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی بقلم خود)

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اشتہار کے دس یوم بعد اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کے یہ الفاظ درج ہوئے۔ ''مرزا صاحب نے فرمایا: زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرح ہوئی رات کو توجہ اس طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔'' (اخبار بدر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا صاحب کے بالا بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں پہلی بات یہ کہ اس کی دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی، دوسرے یہ کہ خدا نے اس دعا کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوئی۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کے نام ایک خط لکھا کہ آپ نے اشتہار دیا تھا کہ میں نے کتاب حقیقۃ الوحی لکھی ہے، اس میں مباہلہ کے لیے تمام عالموں کو دعوت دی ہے اور شرائط مفصل لکھی ہیں جس کو وہ کتاب نہ ملی ہو وہ منگا لے چوں کہ اس میں میرا ذکر بھی تھا۔ اس لیے آپ کتاب مذکورہ بھیجئے تاکہ حسب منشا آپ کے مباہلہ کی تیاری کروں۔ اس کا جواب مرزا صاحب کے رشتہ دار مفتی محمد صادق صاحب نے اخبار بدر ۱۳ جون میں یہ دیا کہ:

''آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا، اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا، تاکہ مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے، مگر چوں کہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی ہے اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لیے فرار کی راہ نکالی۔ اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ مرزا صاحب کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔''

اس کے بعد اخبار بدر قادیان ۲۲ اگست کی اشاعت میں یہ مضمون شائع ہوا کہ: ''حضرت اقدس نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے ایک اشتہار دیا جس میں محض دعا کے طور خدا سے فیصلہ چاہا ہے نہ کہ مباہلہ سے۔'' چند دنوں کے بعد ستمبر کے مہینہ میں مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد فوت ہو گیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحبؒ نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ نے دعا میں کہا تھا کہ جھوٹے پر موت آئے یا موت کے برابر کوئی تکلیف۔ جوان بیٹے کا مرجانا بھی آپ کے موت کے برابر ہے۔ مرزا صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو بذریعہ اشتہار یہ جواب دیا کہ ہمارا لڑکا اس مباہلہ میں شامل نہیں۔

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چوں کہ مرزا قادیانی کذاب دجال تھا اس لیے اپنی دعا کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ سے جہنم واصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحبؒ اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس برس بعد تک زندہ رہے اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا (پاکستان) میں وفات پائی۔

ہیضہ:

قادیانی امت عموماً کہا کرتی ہے کہ مرزا صاحب ہیضے کی موت سے نہیں مرے۔ ہیضے کی موت سے مرنے کا ہمارے پاس ایک بین ثبوت مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب کا بیان ہے۔ میر ناصر نواب مرزا جی کی وفات کے چشم دید حالات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''جس سفر میں آپ (مرزا غلام احمد) کو سفر آخرت پیش آیا بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز قبل از دو پہر حضور نے انتقال فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب جس رات بیمار ہوئے ہیں میں اس رات

اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات نہیں فرمائی، یہاں تک کہ صبح دس بجے آپ کا انتقال ہوگیا۔" (حیات ناصر، ص: ۱۴۔ بہ شکریہ ہفت روزہ ختم نبوت جلد: ۳، شمارہ: ۳۶، بمطابق ۲۲ فروری تا یکم مارچ ۱۹۸۵ء)

مسیلمہ کذاب سے مرزا قادیانی تک مدعیان نبوت کے جس قدر فتنے برپا ہوئے، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تک محدثین عظام، علمائے کرام اور مشائخ کرام علیہم الرضوان اُن کے خلاف قولی و فعلی جہاد میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ اللہ کے حکم سے وہ غالب رہے اور کذابوں اور مرتدین کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

رب ذوالجلال کا قرآن میں وعدہ ہے: "اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگی وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہوگی۔ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر، اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی پروا بھی نہ کریں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت اور زبردست علم والا ہے۔ مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اُس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے وہ یقین جانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔"

(المائدۃ: ۵۴ تا ۵۶)

آخری آسمانی فیصلے کے نتیجے میں مرزا قادیانی کا ہیضے کی موت میں مرنا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا اس کے بعد چالیس سال زندہ رہنا قادیانی امت کو جشن منانے کی بجائے غور و فکر اور تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔

☆......☆......☆

کاروائی اجلاس

مورخہ 22 اپریل بروز منگل بوقت 12 بجے تقریباً اجلاس ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ کی زیر صدارت جامع مسجد احمد سٹی ہاؤسنگ سکیم میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلعی تنظیم کے تمام عہدیداران مجلس عاملہ و شوریٰ کے ارکان سرپرست جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ میاں عبدالعزیز وٹو، نائب امیر جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ مولانا عبدالرزاق ساجد، نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ میاں محمد ظفر اقبال وٹو، ناظم تبلیغ مولانا عبداللطیف، ناظم مالیات سیف اللہ، نائب ناظم مالیات چوہدری اشرف مجاہد، نائب ناظم تبلیغ مولانا عتیق اللہ اظہر، قاری محمد اشرف تبسم، قاری محمد انور عابد، قاری عبداللہ محمدی، قاری محمد یحییٰ عتیق، مولانا شہادت اللہ وٹو، قاری اسرار الحق، قاری محمد اعظم خطیب مسجد ہذا، قاری محمد حسین محمد آصف گورائیہ، قاری محمد احمد نے شرکت کی۔

اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا جو کہ قاری محمد اشرف تبسم نے فرمائی، اجلاس کی کاروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے صدر مجلس نے شرکاء اجلاس کو باری باری جماعت کی تنظیمی اور دعوتی سرگرمیوں کو زیر بحث لانے کی درخواست کی، جس میں تمام شرکاء اجلاس نے اپنی اپنی آراء و تجاویز پیش کیں اور تمام دعوتی و تنظیمی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

دوران اجلاس قاری حافظ حبیب حسن بھٹی جو کہ بطور ضلعی امیر جماعت اہلحدیث اوکاڑہ کام کر رہے تھے اُن کو ضلعی شرکاء اجلاس نے سرپرست اعلیٰ ضلع اوکاڑہ مقرر کیا اور میاں محمد ظفر اقبال وٹو جو کہ پہلے جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کر رہے تھے کو ضلع کا امیر منتخب کرنے کی تجویز دی جسے شرکاء اجلاس نے متفقہ طور پر تسلیم کیا اور نوجوان قیادت میاں محمد ظفر اقبال وٹو کو جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ کا امیر منتخب کر دیا گیا۔

(منجانب: ناظم اطلاعات و ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث اوکاڑہ)

مسنون نمازِ جنازہ

حکیم محمد صفدر عثمانی، ناظم ادارہ افکار المحدثین

قسط نمبر 1

اصولِ حقیقت:

مقلد آدمی کے لیے صرف اس کے امام کا قول وفعل ہی حجت ہوتا ہے نہ کہ قرآن وحدیث۔ (تفصیل کے لیے ہماری کتاب "مناظرہ تقلید شخصی و مابین مقلد مولوی اسحٰق" لاہور ملاحظہ ہو) مقلد کو بذاتِ خود دلیل طلب کرنے کا حق نہیں، اگر ایسا کرے گا تو مقلد نہیں کہلائے گا۔ خلیل احمد صاحب نے خود تحقیق میں کود کر اپنے حنفی اصول کی مخالفت کی ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ سے صحیح حدیث کی شرط کی کوئی قید ہماری نظر سے نہیں گزری۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بعد والوں نے ان کے ذمہ لگایا ہے۔ بعض لوگ یہ قول بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے لیکن ہمیں اس کی کوئی صحیح سند نہیں ملی۔ اگر ایسا ہوتا تو خود حنفی لوگ سینکڑوں احادیث صحیحہ کی مخالفت نہ کرتے جن میں بعض احادیث صحیحین کی بھی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے تو کسی امام اور اس کے قول وفعل کے ثقہ ہونے کی بھی کوئی شرط نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو مقلدین حضرات "نعمان بن ثابتؒ" سمیت ضعیف اماموں کے بے سند اور ضعیف اقوال پر مذہب قائم نہ کرتے بلکہ امام کے فرمان کے مطابق صحیح حدیث اور صحیح امام کے ثقہ اقوال پر عمل کرتے، لیکن ایسا کہیں نظر نہیں آتا۔

جس حنفی مذہب کے امام اور اس کے اقوال ضعیف ہیں وہ دوسروں سے صحیح حدیث کا مطالبہ کس منہ سے کرتے ہیں؟ اگر خلیل احمد صاحب صحیح حدیث والے مطالبہ میں مخلص اور سچے ہوتے تو اپنے امام اور ان کے اقوال پر صحیح سند کی شرط لگا لیتے۔ اپنے امام اور ان کے قول وفعل پر تو صحیح کی شرط یاد نہیں محمد ﷺ کی صحیح احادیث پر بھی مزید صحیح کی شرط یہ محض دھوکہ ہے، ورنہ کتنی صحیح احادیث ہیں جن پر احناف کا عمل نہیں ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو صحیح مان کر بھی، عمل اس لیے نہیں کرتے کہ یہ صحیح احادیث ہمارے امام کے خلاف ہیں۔ ظلم کی انتہاء ہے کہ امام کی وجہ سے قرآن و حدیث چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ اصول کرخی، فتاویٰ میلاد اشرف علی تھانوی، تقلید کی شرعی حیثیت تقی عثمانی، کتب فقہ اور الکلام المفید سرفراز صفدر گکھڑوی وغیرہ میں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ لیکن قرآن وحدیث کی وجہ سے قول امام نہیں چھوڑتے، ہوسکتا ہے کسی بھائی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ایسا نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ صحیح بخاری کو دیوبندی بریلوی دونوں مانتے ہیں کہ بالکل صحیح ہے۔

انور شاہ کاشمیری دیوبندی فیض الباری، غلام رسول سعیدی بریلوی تذکرۃ المحدثین میں لکھتے ہیں: "صحیح بخاری" وہ کتاب ہے جسے محمد ﷺ نے خود جاگتے ہوئے آٹھ آدمیوں کو پڑھایا ہے جن میں سے ایک حنفی بھی تھا۔ قطع نظر اس کے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ نہیں اور کیا حنفی اس وقت تھے بھی کہ نہیں؟ امام ابوحنیفہ کب پیدا ہوئے؟ ہم خلیل احمد حنفی مقلد اور ان کے ہمنواؤں سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ صحیح احادیث کے مطالبہ میں مخلص ہیں تو صحیح بخاری میں موجود درجنوں احادیث پر عمل کیوں نہیں؟ اب صحیح بخاری پر اعتراض کرنے والے مسلمان نہیں کیونکہ آپ نے پڑھائی ہے۔ افسوس ہے کہ آپ ﷺ کی پڑھائی حدیث پر تنقید کرتے ہیں، ان میں اور منافقین میں کیا فرق ہے؟ مثلاً احادیث رفع الیدین، ایک وتر، آٹھ وتر تراویح اور جنازہ میں بھی فاتحہ وغیرہ پر احناف کا عمل کیوں نہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے مطالبہ کا محض دھوکہ ورنہ عمل کے لیے سینکڑوں احادیث موجود ہیں جن پر احناف کا عمل نہیں۔

خلیل احمد صاحب نے خود کو اہل سنت لکھا ہے، قطع نظر اس کے

کہ موجودہ حنفی مقلد اہل سنت ہیں کہ نہیں۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں اگر بقول تمہارے ثناء حدیث میں نہیں تو پھر خود کیوں پڑھتے ہو؟ سنت بھی تو حدیث سے ہی ثابت ہوتی ہے، ایک ہی وقت میں ایک چیز کا انکار اور عمل بھی ہو، کیا کمال درجہ کی بیوقوفی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امین اوکاڑوی کی سوچ ہے، ورنہ ثناء کے پڑھنے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں، اختلاف صرف ثناء کے الفاظ میں ہے۔ حنفی حضرات وجل ثناء لک کے الفاظ پڑھتے ہیں جن کو آپ ﷺ نے ثناء کہا ہے نہ ہی کسی جنازہ میں پڑھنا بسند صحیح ثابت ہے۔ اس کے برعکس اہل حدیث حضرات جو ثناء پڑھتے ہیں آپ آپ ﷺ نے جنازہ میں پڑھا اور ثناء بھی کہا ہے۔ نیز اس ثناء کا مقام بھی بیان کیا کہ اگر یہ نماز میں نہ پڑھی گئی تو وہ نماز ہی نہیں۔

ثناء کا ثبوت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جس نے کوئی نماز پڑھی اُس میں ام القرآن نہ پڑھی وہ (نماز) ناقص ہے'' یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے تو ابو ہریرہؓ سے کہا گیا: ہم امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں، تو فرمایا: ''اسے اپنے دل میں پڑھو'' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے نماز (فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ نصف حصہ میرے لیے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے جو اس نے سوال کیا۔ جب بندہ الحمد لله رب العالمين کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حمدنی عبدی میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب بندہ الرحمن الرحيم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: أثنى على عبدي میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ (مسلم شریف کتاب الصلاۃ باب وجوب قرأۃ الفاتحہ ص 395)

اس حدیث میں لفظ أثنى (ثناء) کتنا صاف اور واضح ہے لیکن پھر بھی کہا جائے کہ ثناء صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو یہ صریحاً حق کا انکار ہے پھر اس حدیث میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي ولعبدي ما سأل میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا۔ اس حدیث قدسی، صحیح مرفوع سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کو صلاۃ (نماز) کہا ہے اگر یہ ہی نہیں تو نماز کیا اور تقسیم کیا؟ قیام، رکوع، سجدہ و دیگر ارکان کو تو تقسیم نہیں فرمایا (۲) جس لفظ پر صلاۃ (نماز) کے معنوں میں بولا جائے گا وہ نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوگی (۳) فاتحہ میں حمد، ثناء اور تعریف خداوندی بدرجہ اتم موجود ہے، یہ وہ ثناء ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اُس آدمی کی کوئی نماز نہیں جس نے نماز میں فاتحہ نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری) پھر اسی ثناء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج ثلاث غير تمام جس کسی نے جو نماز پڑھی اس میں اُم القرآن (فاتحہ) نہیں پڑھی تو اس کی وہ نماز خداج (نامکمل) ہے، یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے کہ خداج، ناقص، نا تمام ہے۔ (صحیح مسلم) آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: افضل الدعا الحمد لله کہ الحمد للہ افضل دعا ہے۔ (ترمذی) معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ثناء، دعا اور نماز جنازہ و دیگر ہر ایک نماز کا اہم ترین رکن ہے جس کے سوا کوئی نماز بھی مکمل نہیں ہوتی۔

قارئین کرام: فیصلہ خود فرمائیں جن الفاظ کے بغیر نماز نہ ہو بلکہ نماز کہا ہی ان کو گیا ہو جو نمازی کے سوال قبول ہونے کی شرط ہوں ان کو ثناء کہا اور مانا ہی نہ جائے اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز جنازہ میں ان ہی باتوں میں فرق کیا جائے گا جن کا آپ ﷺ سے ثبوت ہوگا ورنہ تمام احکام وہی ہوں گے جو باقی نمازوں کے ہیں، یہ ہماری ہی بات نہیں اسے علماء احناف بھی تسلیم کرتے ہیں۔

گھر کی شہادت

(۱) مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ: ''مسئلہ نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو عام نمازوں کے لیے ہیں۔'' (مسائل رفعت قاسمی ۷/۱۵۲)

(بقیہ ص:10)

مولانا محمد یوسفؒ علمائے سلف کی نظر میں

مولانا عنایت اللہ امین

قسط نمبر ۱

مولانا محمد حنیف یزدانیؒ (متوفی 1989ء)

مولانا موصوف اولاً حنفی تھے بعد میں مسلک اہلحدیث کی صداقت وحقانیت سے متاثر ہو کر اہلحدیث ہو گئے تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم باعمل، ماہر ادیب اردو اور سلفی ذہن کے حامل تھے۔ ان کی علمی و دینی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا کتب کثیرہ کے مصنف ہیں اور اکثر راجووال میں مولانا محمد یوسفؒ کے پاس تشریف لاتے رہے۔ مولانا سے ان کا تعلق الحب للہ کا تھا اپنے مکتبہ سے کئی کتابوں کے ناشر ہیں۔

اپنی اشاعت کردہ کتاب ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات میں مولانا محمد یوسفؒ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یوسف نہایت متقی بزرگ ہیں خود ہی شیخ الحدیث اور ناظم مدرسہ ہیں یہ طریقہ مجھے بہت پسند ہے، نہایت متواضع ،ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ منہ پر تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے یعنی خوشامدی انسان نہیں تھے، اپنے علاقہ میں بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی کاوش کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص 231 تالیف ابو یحییٰ امام خان نوشہروی)

مولانا قاضی محمد اسلمؒ (متوفی 1996ء)

مولانا مرحوم جماعت اہلحدیث کے نامور عالم دین اور مورخ ہیں، بڑے وسیع المطالعہ دوراندیش تاریخ میں دقیق نظر رکھنے والے ہیں ان کی تحریر و گفتگو میں بڑی معلومات ہیں۔ بے شمار کتب کے مصنف ان میں تحریک اہلحدیث ان کی مایہ ناز کاوش ہے۔ اپنے ماہنامہ تعلیم الاسلام میں مولانا محمد یوسفؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: مولانا علم پرور، علم نواز باعمل شخصیت کے مالک ہیں۔ جوانی کے عالم میں راجووال میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو نِمو تا ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ عبداللہ بڈھیمالویؒ، مولانا عطاءاللہ حنیفؒ، صوفی کمال دین ذوگرؒ، مولانا محی الدین لکھویؒ، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ سے غایت درجہ متاثر تھے۔ اُن کی زندگی کا ہر پہلو ہر اعتبار سے تابناک اور قابل رشک تھا، الحمدللہ ان کی صالحیت کے اثرات ان کے بچوں پر بھی نمایاں ہیں۔ اس اعتبار سے بڑے خوش نصیب ہیں ان کے بچے عالم دین اور دینی کاموں میں مصروف ہیں۔ مدرسہ کی نگرانی اور بڑھاپے کے باوجود ان کے ورد و وظائف ،عبادت و ریاضت ،تقویٰ ، اخلاص اور اخلاق میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی تھی بلکہ جملہ اوصاف میں قابل رشک ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم الاسلام نومبر 1993 ج7 ص34 شمارہ نمبر 3)

مولانا حافظ محمد عبداللہ گورداسپوریؒ (متوفی 2012ء)

مولانا مرحوم ملک وملت کی معروف شخصیت عالم باعمل اور علمائے سلف کی یادگار تھے۔ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے کیونکہ ان کی خطابت اور مواعظ حسنہ کا اندرون و بیرون ملک خوب چرچا ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے عظیم رہنما اور جماعت اہلحدیث کا گراں قدر سرمایہ تھے۔

وہ مولانا محمد یوسفؒ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ مولانا یوسف سے میری پہلی ملاقات آج سے چھیالیس برس پیشتر حضرت مولانا محمد سلیمان بھوجیانیؒ (متوفی 1953ء) کی وساطت سے ہوئی تھی۔ میں چونکہ تقسیم کے بعد سال ڈیڑھ رائیونڈ میں آ ٹھہرا تھا اور مولانا سلیمان بھوجیانیؒ بھوئے آصل ضلع قصور میں خطیب تھے۔ یہ 1947 کا واقعہ ہے ان دنوں مولانا محمد یوسفؒ چونیاں میں قیام پذیر تھے۔ بعد میں راجووال منتقل ہوئے اس وقت سے تا حال جب بھی حضرت سے ملاقات ہوئی باوجود یہ کہ مولانا بہت بڑے عالم دین، محدث ،تقویٰ و زہد میں عظیم مقام رکھتے ہیں لیکن مجھ ناچیز گنہگار سے بڑی

محبت سے ملتے ہیں۔ (ہفت روزہ اہلحدیث 1993 شمارہ نمبر 42)

شاعرِ جماعت مولانا علیم ناصریؒ (متوفی 2006ء)

مولانا موصوف ایک جید عالم دین اور ادیب اردو کے شاعر تھے۔ ادارہ الاعتصام میں مجلس ادارت کے ایک رکن کی حیثیت سے کئی سال خدمت کرتے رہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم ایم اے کے حامل تھے وہ لکھتے ہیں کہ دارالحدیث راجووال ایک معروف درسگاہ ہے جو عرصہ قدیم سے کتاب وسنت کی اشاعت کر رہا ہے۔ اس کے بانی ومعمار مولانا محمد یوسفؒ ہیں جن کی شخصیت تعارف محتاج نہیں۔

راقم نے جب بھی ان کو دیکھا ایک روحانی کیف محسوس کیا، وہ ایک عالم باعمل ہیں جن کے چہرے پر زہد وورع کے نمایاں نقوش دکھائی دیتے ہیں۔ متواضع کم گو شریف النفس اور حلیم الطبع پاک زو اور پاک خو وہ سراپا اخلاص ومحبت، گفتگو میں دلنواز جان پرور اور ان کا وجود دارالحدیث کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری جماعت کے لیے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور ان کے کردار وعمل کو دوسروں کے لیے نمونہ بنائے۔ آمین

(الاعتصام 44 جولائی شمارہ 28۔1992)

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (متوفی 1999)

مولانا محمد یوسف جماعت اہلحدیث کے ان علماء میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل، تحقیق ودانش، اخلاص وتقویٰ اور زہد وورع کی دولت سے خوب نوازا ہے۔ دینی علوم کی اشاعت کے جذبہ صادقہ سے ان کا سینہ ہمیشہ معمور رہتا ہے۔ مولانا موصوف کی دینی وتی خدمات میں دارالحدیث کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

تقسیم ملک کے بعد مولانا نے راجووال ضلع اوکاڑا کی غریب اور قلیل جماعت سے مل کر بے سروسامانی کے عالم میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو آج الحمدللہ ایک عظیم الشان دارالعلوم کی صورت میں نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مولانا محمد یوسف محدث روپڑیؒ، مولانا داؤد ارشدؒ (متوفی 1966ء) مولانا عطاء اللہ حنیف (متوفی 1987ء) کے تلامذہ میں سے ہیں۔

ان بزرگوں کے علم وفن نیکی وتقویٰ اور اخلاص وسادگی کا اثر مولانا یوسف کی سیرت پر اعمال میں نمایاں ہے۔ حال ہی میں انھوں نے شیخ البانیؒ کا عربی رسالہ "حجۃ النبی ﷺ" کا شگفتہ اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ **اللھم زد فزد** آمین (تنظیم اہلحدیث دسمبر شمارہ 33 ص 2، 1968)

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ (متوفی 2005ء اگست)

ضلع قصور میں ایک معروف گاؤں جوڑا نزد نور پور شہر ہے۔ 2004 میں وہاں جلسہ تھا جس میں مولانا شیخوپوریؒ مدعو تھے۔ شیخوپوریؒ نے پوچھا راجووال کے علاقہ کا کوئی آدمی نہیں تھا جو مولانا محمد یوسف کو جانتا ہو، دو تین دفعہ پوچھا تو ایک ساتھی نے کہا حضرت مولانا یوسف الحمدللہ خیریت سے ہیں اگر کوئی پیغام ہے تو حکم کریں، پیغام کوئی نہیں بس سلام پہنچا دینا۔

اصل بات یہ ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی کہ یا اللہ کسی اپنے محبوب کی ملاقات کرا دے، مجھے تین دفعہ خواب میں مولانا یوسف نظر آئے ہیں یقیناً مولانا میرے نزدیک ولی اللہ ہیں، مولانا یوسف کا تعلق شیخوپوریؒ سے دیرینہ تھا۔

راجووال کی کانفرنسیں گواہ ہیں شیخوپوریؒ کی مولانا یوسف سے آخری ملاقات جولائی 2005 راجووال عیدگاہ میں ہوئی۔ حضرت گیانہ سے اپنی لڑکی کو ملک واپس آئے تھے تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھے رہے۔ گرمی کا موسم تھا اپنے دکھ درد کی باتیں کرتے رہے، بار بار مدرسہ کی کیفیت پوچھتے رہے، راقم بھی اس ملاقات میں موجود تھا۔ یقیناً دونوں بزرگ الحب للہ کے تصور سے سرشار تھے۔

یہ مذکورہ واقعہ مولانا خود بھی سنایا تھا مزید تحقیق کے لیے میں نے اس کے راویوں سے رابطہ کیا جو اس جلسہ جوڑا میں حاضر تھا وہ ہیں بھائی شوکت علی آف کھلچیاں جو حکیم عبیداللہ نور پوری کے عزیز ہیں۔ اتفاقاً وہ ایک دفعہ راجووال مدرسہ میں مل گئے 2011ء جنوری میں نے اس بات کے متعلق ان سے پوچھا تو وہ کہنے لگے میں خود اس جلسہ میں حاضر تھا اور میں نے خود شیخوپوریؒ سے اس طرح ہی سنا تھا، یہ بالکل سچ ہے۔

(جاری ہے)

اصول تخریج و تحقیق

ابن بشیر الحسینوی الاثری

قسط نمبر 2

تخریج کے طریقے: مندرجہ ذیل طریقوں سے تخریج کی جاسکتی ہے۔

پہلا طریقہ:

حدیث کے کسی لفظ سے تخریج کرنا اس میں متن حدیث کے کسی ایک لفظ کا یاد ہونا ضروری ہے۔ اس طریقے سے تخریج کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب سے حدیث تلاش کی جائے گی۔

(۱) المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی اس کتاب میں حدیث کی ۹ مشہور کتب کے الفاظ کی فہارس بنائی گی ہیں، موطا امام مالک، مسند احمد، صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن الترمذی، سنن ابن ماجہ، اور سنن الدارمی۔ اگر کسی حدیث کا وجود ان نو کتب میں ہے اور اس کا کوئی لفظ یاد ہے تو مذکورہ کتاب: المعجم المفہرس کی مدد سے تخریج ممکن ہے۔ اگر سنن الدارقطنی میں موجود کسی حدیث کا کوئی لفظ یاد ہے تو اس کو: المعجم المفہرس لالفاظ سنن الدارقطنی لیوسف المرعشلی میں تلاش کیا جائے تب سنن الدارقطنی کی حدیث تک پہنچنا ممکن ہے۔ وہ فوائد جن کا تعلق کسی لفظ کے ساتھ تخریج کرنے سے ہے درج ذیل ہیں۔

پہلا فائدہ:

اس طریقہ تخریج کے لیے مکتبہ شاملہ، وغیرہ بھی بہت اہم ہیں ان سے بھی مدد لی جاسکتی ہے لیکن اس میں یہ احتیاط کرنا ضروری ہے کہ مطلوبہ حدیث تک پہنچنے کے بعد اصل کتاب سے مراجعت ضرور کر لی جائے، صرف مکتبہ شاملہ وغیرہ پر انحصار کر کے حوالے لکھ دینا درست نہیں ہے۔

دوسرا فائدہ:

مذکورہ کتب میں الفاظ کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جس طرح لغت سے کوئی لفظ تلاش کیا جاتا ہے بالکل اسی طریقے سے حدیث بھی تلاش کی جاتی ہے۔

تیسرا فائدہ:

المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ﷺ میں مسند احمد کی حدیث کے ساتھ جلد اور صفحہ نمبر لکھا جاتا ہے اور نسخہ میمنیہ کا حوالہ ہوتا ہے باقی کتب حدیث میں پائی جانے والی حدیث کے ساتھ کتاب کا رمز مثلا خ صحیح بخاری کے لئے پھر اس میں کتاب کا نام مثلا الطہارۃ، پھر باب کا نمبر مثلا ۱۰۔ اب لکھا حوالہ اس طرح ہوگا۔ خ، الطہارۃ: ۱۰، باقی کتب بھی اسی طریقے پر قیاس کریں۔

دوسرا طریقہ:

موضوع کے اعتبار سے حدیث کی تخریج کرنا، جس حدیث کی تخریج کرنی ہے اس کے موضوع کا علم ہے مثلا فلاں حدیث جو وضو کے متعلق ہے تو اس حدیث کو وضو کے متعلق احادیث میں تلاش کیا جائے گا اب وضو کے متعلق حدیث کو کتاب الجہاد میں تو تلاش کرنا درست نہیں، بلکہ کتاب الطہارۃ میں ہی تلاش کرنا ہوگی اس طریقہ سے تلاش کرنے کے لئے فقہی ترتیب سے لکھی گئی کتب میں حدیث تلاش کرنا ہوگی، اس ایک مثال پر باقی کو قیاس کریں۔

دوسرا طریقہ:

موضوعی اعتبار سے تخریج کرنا:

اس حدیث کا تعلق کس موضوع سے ہے، مثلا طہارہ سے ہے تو اس کو کتاب الطہارہ سے تلاش کیا جائے گا وغیرہ۔

اگر کسی حدیث کا تعلق قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر سے ہے تو اس حدیث کو کتب تفاسیر میں تلاش کرنا گا۔ مثلاً تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر الثوری، تفسیر عبد الرزاق، تفسیر مجاھد، تفسیر ابن کثیر۔ اگر کسی حدیث کا تعلق کسی آیت کے سبب نزول سے ہے تو اس حدیث کو سبب نزول پر لکھی گئی مستند کتب میں تلاش کیا جائے گا۔ مثلاً اسباب النزول للواحدی، العجاب فی اسباب النزول لابن حجر، وغیرہ۔ اس سے بات واضح ہو گئی کہ موضوعی اعتبار سے کسی طرح حدیث کی تخریج کرنی ہے۔ اگر کسی حدیث کا تعلق غریب الحدیث سے ہے تو اس کی تخریج کتب غریب الحدیث سے ہی کی جائے گی اور کتب غریب الحدیث درج ذیل ہیں، غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث لابی ابراہیم الحربی، غریب الحدیث لابن قتیبہ، اور ان کی دوسری کتاب غلط ابی عبید، غریب الحدیث للخطابی، الغریبین لابی عبید الھروی، المجموع المغیث فی غریب الحدیث لابی موسی المدینی، النھایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر وغیرہ۔

تیسرا طریقہ:

صحابی کے واسطے سے تخریج، اس طریقے میں مطلوبہ حدیث کے سب سے اوپر والے راوی یعنی صحابی کا علم ہو، مرفوع ہونے کی صورت میں یا تابعی کے نام کا علم ہو مرسل ہونے کی صورت میں۔ محدثین نے اس طرز پر بھی کتب تصنیف کی ہیں، مثلاً جس صحابی کی مروی روایت تلاش کرنی ہے اس صحابی کا نام تلاش کر کے اس میں وہ مطلوبہ حدیث تلاش کی جائے گی یہ طریقہ اس وقت ممکن ہے جب صحابی کے نام کا علم ہو اس طریقہ پر بے شمار کتب لکھی گئی ہیں مثلاً کتب الاطراف، اطراف الصحیحین لابی مسعود الدمشقی، اطراف الکتب الستۃ لابی الفضل محمد بن طاہر بن احمد المقدسی الاشراف علی الاطراف لابن عساکر، تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف لابی الحجاج المزی، اتحاف المھرۃ باطراف العشرۃ لابن حجر العسقلانی۔

اس طریقہ کے فوائد:

(۱) حدیث کے طرق ایک ہی جگہ جمع ملتے ہیں اس سے حدیث کا متواتر مشہور، عزیز یا غریب ہونا پہچانا جاتا ہے، اگر ایک حدیث کو کئی کتب اطراف میں دیکھا جائے تو اس طرح بہت زیادہ طرق پر اطلاع ممکن ہوتی ہے (۲) سندوں کا آپس میں موازنہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ کون کسی کی متابعت کر رہا ہے یا فلاں کے کتنے تلامذہ یا شیوخ ہیں۔ (۳) حدیث کو کس کس نے نکالا ہے اور وہ کتب حدیث میں کہاں کہاں پائی جاتی ہے؟

چوتھا طریقہ:

حدیث کے ابتدائی حصے کو مدنظر رکھ کر حدیث کو تلاش کرنا یعنی جن الفاظ سے حدیث شروع ہو رہی ہے ان کے ذریعے تخریج کرنا مثلاً انما الاعمال بالنیات حدیث کو تلاش کرنے کے لئے انما الاعمال بالنیات کو مطلوبہ کتب سے تلاش کرنا ہوگا۔ یہ طریقہ اختیار کرنے کے لیے حدیث کے ابتدائی حصے پر اطلاع ہونا ضروری ہے پھر ابتدائی کے پہلے حرف کو مطلوبہ کتب میں تلاش کرے گا جب وہ مل جائے گا تب اگلے حرف کو پھر اس کے ساتھ والے کو اس طرح اصل مقصود تک انسان پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ: اس طریقہ سے انسان بڑی جلدی اصل مقصود تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس میں یہ نقص بھی ہے کہ شروع حصے میں معمولی سی تبدیلی واقع ہو جائے تب انسان اصل مقصود تک پہنچنے میں ناکام رہتا ہے۔

اس طریقہ پر لکھی گئی کتب: الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر للسیوطی، الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للسیوطی، الجامع الازھر من حدیث النبی الانور للمناوی تمام کتب فہارس مثلاً فہرس مسند احمد، فہرس صحیح البخاری وغیرہ

پانچواں طریقہ:

حدیث میں موجود کسی صفت کی بناء پر تخریج کرنا یعنی کسی حدیث کی تخریج کرنی ہے لیکن پہلے چاروں طریقوں سے اس پر اطلاع ممکن نہیں لیکن اس مطلوب حدیث میں کوئی ایسی صفت ہے جو آپ کو یاد ہے مثلاً وہ حدیث قدسی ہے یا متواتر ہے یا مشہور ہے یا مرسل تو ایسی صورت میں اس صفت پر لکھی گئی کتب میں وہ حدیث تلاش کی جائے گی۔

(جاری ہے)

ایک مثالی تقریب

یہ تقریب سعید علوم اسلامیہ کی مثالی درسگاہ "جامعہ اہلحدیث لاہور" میں منعقد کی گئی۔ یہ وہ ادارہ ہے جس نے ہر قسم کی مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کلمہ توحید کے علم کو بلند کیے رکھا اور بہت سے نامور علماء قوم کو فراہم کیے اور کر رہا ہے۔ الحمدللہ ہر دور میں اس کی خدمات نمایاں رہی ہیں

احباب بخوبی جانتے ہیں کہ جامعہ میں درس نظامی کے ساتھ تحفیظ القرآن الکریم کا بہترین انتظام ہے۔ اس میں تین شعبے ہیں (۱) عثمان بن عفانؓ (۲) طلحہ بن عبیداللہ (۳) ابوبکر صدیقؓ۔ یہ ایک ایسا عظیم شعبہ ہے جس سے سینکڑوں حفاظ سند فراغت حاصل کر چکے ہیں جو کہ ادارہ کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی سلسلہ کی کڑی امسال بھی 18 بچوں کے حفظ القرآن کی تکمیل کے پرمسرت موقع پر مورخہ 28 اپریل 2014 بروز سوموار 11:30 بجے صبح جسمت کے وسیع وعریض قرآن ہال میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا اور تقریب سعید کے مہمان خصوصی حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان تھے۔ تقریب کا آغاز قاری فیصل محمود کی تلاوت کلام مجید سے ہوا اور نظم کی سعادت محمد ابوبکر کے حصہ میں آئی، دونوں بچوں نے اپنی پرترنم آواز سے سامعین کو خوب محظوظ کیا جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری فیاض احمد نے انجام دیے وہ باری باری بچوں کو اسٹیج پر بلاتے رہے یوں بھی بچوں نے سامعین کے سامنے اپنا آخری سبق سنا کر سامعین سے داد حاصل کی اور قاری صاحب آنے والے مہمانوں کو بہت اچھے طریقے سے نہ صرف خوش آمدید کہتے بلکہ اُن کا بھرپور طریقے سے استقبال کر رہے تھے۔

بعد ازاں خطابات کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے پروفیسر سعید خاں جو کہ اس وقت "القدس ماڈل ہائی سکول" کے پرنسپل بھی ہیں کو دعوت خطاب دی گئی تو انھوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے یہی علم وحکمت کا سرچشمہ ہے اور اسی پر عمل پیرا ہو کر دنیا وآخرت کی تمام کامیابیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

ان کے بعد مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان کو دعوت دی گئی تو انھوں نے لڑکوں کے والدین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے بچے حافظ قرآن اور عالم باعمل ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں وہ لوگ بھی خوش نصیب ہیں جو اپنا مال اللہ کے دین کے لیے خرچ کرتے ہیں اُن کا مال ضائع نہیں ہوتا بلکہ یہ اُن کے لیے ذخیرہ آخرت ہے روز قیامت ان کی نجات کا سبب بنے گا۔ ان کے بعد سرپرست جماعت اہلحدیث حافظ عبدالوحید روپڑی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دور نبوی میں اسلام ہر جگہ تلوار سے ہی نہیں بلکہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے سے بھی پہنچا ہے۔ طلباء تلاوت قرآن مجید کو اپنا معمول بنائیں تاکہ بھولنے نہ پائے اور صرف حافظ قرآن کہلانے پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے عالم باعمل بننے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ آخر میں شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم جامعہ ہذا کو دعوت خطاب دی گئی تو انھوں نے کہا کہ حافظ قرآن کے لیے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ حافظ قرآن سے کہیں گے قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا اور روز قیامت اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کے والدین کو ایک تاج پہنائیں گے جس پر فرشتے اور تمام لوگ رشک کریں گے۔ انھوں نے طلباء کو مخاطب کر کے کہا کہ حصول علم کے ساتھ ساتھ اپنے اندر اخلاص تقویٰ یعنی للّٰہیت پیدا کریں کیونکہ جس کام میں رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی بجائے ریاکاری مقصود ہوگی وہ عمل قابل قبول نہیں۔ یہ شاندار تقریب حاضری وخطابات کے اعتبار سے مثالی رہی ہے کیونکہ شعبہ تحفیظ القرآن کے سلسلہ میں ایسی شاندار تقریب پہلی بار دیکھنے کو ملی ہے جسے دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور زبان سے یہ الفاظ نکلے: اے اللہ تو اس عظیم مرکز کو قیامت تک آباد رکھ اور اساتذہ وناظم جامعہ کے علم وعمل اور زندگی میں برکت عطا فرما اور وہ لوگ جو اس کے معاون ہیں ان کے مالوں میں برکت عطا فرما جو اس کی آبیاری میں اپنا کردار ادا کر سکیں حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان کی دعائے خیر سے یہ مثالی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور مہمانان گرامی کی پرتکلف ضیافت بھی کی گئی۔ (رپورٹ: وقار عظیم بھٹی)

جامعہ اہلحدیث
چوک دالگراں
لاہور
اہلحدیث
کانفرنس
بخاری
6 جون
2014
عبدالوحید
عبید اللہ
سلمان رفیق
محمد ریاض
ابتسام الٰہی
محمد عبداللہ
جابر حسین
محمد فیاض
عبدالحفیظ
محمد شریف
منظور احمد
عبدالرحمان
محمد یوسف
عبدالرحیم
عبدالغفار
عبدالمجید
عبدالوہاب
محمد جاوید
جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں
042-37650730-0300-8001913-0321-4311966-0301-4187892

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE